سزائے موت......آسمانی اورزمینی حقائق کی روشنی میں

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ان دنوں سزائے موت کے حوالے سے بحث ومباحثہ جاری ہے،اس سزا کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولی جارہی ہیں اوراس حوالے سے آسمانی اورزمینی دونوں طرح کے حقائق کونظرانداز کردیا جاتا ہے،زیرنظرتحریر میں اس کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے کہ سزائے موت کے حکم کے بارے میں آسمانی حقائق کیا ہیں اورزمینی حقائق کیا ہیں؟ یادرہے کہ شریعت کی طرف سے چار جرائم ایسے ہیں،جن کی سزاموت مقرر کی گئی ہے۔

پہلاسبب:......ان میں سب سے پہلے کسی کا ناحق قتل ہے،قاتل کوقصاصاً قتل کیا جاتا ہے،قرآن کریم میں قصاص کے بارے میں فرمایا:

﴿ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب﴾

''اے عقل(استعمال کرنے)والو!تمہارے لئے قصاص زندگی ہے۔''

بظاہرتواگرچہ یہ سزاموت ہےاوروہ موت ایک شخص کے لئے ہے،لیکن اس میں پوری انسانیت کے لئے زندگی ہے، کیونکہ قصاص کی وجہ سے قتل ناحق کا دروازہ بند ہوجاتا ہےاورآج کل جس طرح انسانوں کے خون کی ارزانی ہے،ناحق قتل کومعمولی چیز سمجھا جانے لگا ہے،بات بے بات دوسروں کی جان سے کھیل جانے کی کسی کوپرواہ ہی نہیں،اگرقصاص کا حکم اپنی روح کے ساتھ زندہ کردیا جائے تواس کیفیت اوراس صورتحال سے نجات پائی جاسکتی ہےاوراس صورت حال سے نجات کا نام ہی''زندگی''ہے،اس لئے ہونا تویہ چاہئے کہ''سزائے موت برائے زندگی یاسزائے موت برائے امن وامان''کاعنوان اختیار کیا جائے۔

دوسراسبب:......سزائے موت کا دوسرا سبب شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کا ارتکاب کرنا ہے،یہ ایسا جرم ہے،جس کی وجہ سے پورامعاشرتی اورسماجی ڈھانچہ تہس نہس ہوجاتا ہےاورحسب ونسب اورخاندانی نظام درہم برہم ہوکر

رہ جاتا ہے، اسی لئے شادی شدہ مرد اور عورت کو سنگسار کرنے کا حکم ہے جبکہ غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارنے کی ہدایت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی تاکید فرمادی گئی۔

﴿ولا تأخذكم بهما رأفة في دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الآخر﴾

''تمہیں اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر ذرا بھی رحم نہ آنا چاہئے، اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو'' اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی تاکید فرمادی:

﴿وليشهد عذابهما طائفة من المؤمنين﴾

''ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے۔'' (سورہ نور: آیت نمبر 2)

تیسرا اور چوتھا سبب:......سزائے موت کا تیسرا سبب ''ارتداد'' اور چوتھا سبب ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی'' ہے، یہ دونوں جرائم غداری کی قبیل میں سے ہیں اور دنیا بھر میں غداری کی سزا موت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی، دین میں داخل ہونے کے معاملے میں کوئی جبر و اکراہ نہیں، ہر آدمی کو اختیار ہے کہ وہ خوب تسلی و تشفی کرنے کے بعد دین اسلام میں داخل ہو، لیکن ایک دفعہ جب داخل ہو گیا تو اب غداری کرنے کی گنجائش نہیں، اسی طرح ایک آدمی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ پورے نظام کو تلپٹ کر دینے کی کوشش کرنے والا سمجھا جائے گا اور ملت اسلامیہ کی جڑوں اور مرکز عقیدت و محبت اور منبع اتحاد و اتفاق پر وار کرنے والا سمجھا جائے گا اور اس کا راستہ بند کرنا بھی ضروری ہے، اس لئے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سزائے موت کا حکم انسانوں پر رحم کرنے کے لئے نازل فرمایا گیا ہے۔

آیئے، سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں سزائے موت کے بارے میں کیا حکم ہے، یہ حکم اگرچہ متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں وارد ہے، لیکن یہاں ان میں سے چند ایک کو محض اس لئے ذکر کیا جارہا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور اس میں کسی کو رائے زنی یا ترمیم و تبدیلی کی اجازت نہیں، ہاں اگر کوئی ایمان سے ہی محروم ہے تو اس کا معاملہ الگ ہے، لیکن کلمہ طیبہ پڑھنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی حکمت سمجھ آئے تو بھی اور اگر سمجھ نہ آئے تو بھی اس پر سر تسلیم خم کر لیا جائے اور خود آئین پاکستان میں بھی یہی درج ہے کہ ''قرآن وسنت کے منافی کسی قسم کی قانون سازی نہیں ہوسکتی''، اس لئے اگر ہمیں شریعت اور دین کا پاس نہیں تو کم از کم آئین پاکستان کا تو لحاظ کر لینا چاہئے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں چار جرائم کی سزا موت مقرر کی گئی ہے: (۱) قتل ناحق (۲) ارتداد (۳) بدکاری (۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی...... یہ چاروں جرائم ایسے ہیں، جن کی وجہ سے معاشرے میں فساد اور انتشار برپا ہو جاتا ہے اور اگر ان کی روک تھام کا کوئی انتظام نہ ہو تو معاشرے میں ہر طرف خون کی ندیاں بہتی نظر آئیں، کشتوں کے پشتے لگے ہوں، رشتوں کا تقدس برقرار نہ رہے، حسب نسب معلوم نہ رہیں اور غداری کو رواج مل

جائے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے جرائم اور انتشار وفساد کی طرف جانے والے سارے دروازے بند کرنے کا اہتمام فرمایا۔

متعدد آیات مبارکہ اور بہت ساری احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ سزائے موت دین اور شریعت کا حکم ہے اور اسے بلاوجہ بازیچہ اطفال بنادینا قطعاً جائز نہیں، ہمارے ہاں سابقہ حکومت نے بھی عملی طور پر اس سزا کو معطل کئے رکھا اور موجودہ حکومت کی طرف سے بھی ایسے اشارے مل رہے ہیں کہ وہ محض مغربی اور یورپی اقوام سے کچھ وقتی اور مالی مفادات کے حصول کے لئے اس سزا کو کالعدم قرار دلوانے کے بہانے اور جواز ڈھونڈ رہی ہے اور عملی طور پر اپنے پیش روؤں کی طرح اس حکومت نے بھی سزائے موت کو کالعدم ہی قرار دے رکھا ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب پاکستان میں ایسے درندہ صفت لوگ بھی موجود ہیں، جن کے دامن پر سینکڑوں بے گناہ انسانوں کے لہو کے چھینٹے ہیں، ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جو برس ہا برس سے ٹارگٹ کلنگ میں مصروف رہے، ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جنہوں نے غیروں کے اشاروں پر مساجد و مدارس اور بازاروں میں دھماکے کروا کر معصوم لوگوں کے لہو کی ندیاں بہائیں، اس وقت ان سب کی سزائے موت کو کالعدم قرار دے کر چھوٹ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سزائے موت کو کالعدم قرار دینے کی منطق اس لئے بھی ناقابل فہم لگتی ہے کہ دنیا کے کئی ممالک میں اب بھی کئی جرائم کی سزا، موت ہے، خود امریکا کی کئی ریاستوں میں آج تک یہ قانون رائج ہے، اس لئے محض وقتی فوائد کے لئے، تجارتی مقاصد کے لئے اور طاغوتی قوتوں کے دباؤ تلے آکر اس سزا کو ختم کرنے کا تصور دینی اور ملی اعتبار سے ہی نہیں، بلکہ قیام امن اور گڈ گورننس کے حوالے سے بھی ناقابل فہم دکھائی دیتا ہے، اتنی بات بجا ہے کہ ادھورے اور ناقابل قبول دلائل وشواہد کی بنیاد پر، نامکمل تحقیقات کی روشنی میں کسی بے گناہ کو سزائے موت دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے، جیسے کسی بے گناہ کی جان لے لی جائے، اس حوالے سے عملی، قانونی اور آئینی طور پر جو سقم ہیں، انہیں بجا طور پر دور کرنے کی ضرورت ہے، لیکن سرے سے ہی اس قانون کو ختم کرنے کی بات کرنا یہ ظالموں کی حمایت، قاتلوں کی پشت پناہی، معصوم بچیوں کے ساتھ درندگی کرکے انہیں قتل کر ڈالنے والوں سے ہمدردی اور جرائم پیشہ عناصر کی خیرخواہی کے زمرے میں آتا ہے، ایسے عناصر کی تعداد معاشرے میں ایک فیصد بھی نہیں ہوتی، لیکن نام نہاد دانشوروں کو گاہے داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ وہ ان ایک فیصد کے تحفظ کے لئے ان کے سامنے ڈھال بننے کے لئے تو ایڑی چوٹی کا زور لگادیتے ہیں، لیکن دوسری طرف کے جو ننانوے فیصد لوگ ہیں، جو مظلوم ہیں، جو مقتولین کے ورثاء ہیں، جو بے سہارا اور بے آسرا لوگ ہیں، جو اس وقت بدترین عدم تحفظ کا شکار ہیں، ان کی اشک شوئی اور ان کے جان ومال کے تحفظ کے لئے لب ہلانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے۔

☆......☆......☆